امام رضاؑ اور ان کے شیعیان ومحبّان

سید محمد عابد زیدی

امام رضا علیہ السلام کی زندگی کے حالات کسی پر پوشیدہ نہیں ہیں مگر آپ نے کس دور میں اپنی زندگی کو بسر کرکے اپنے پیغامات ہم تک پہونچائیں ہیں انسان اس چیز کا اندازہ نہیں لگا سکتا بلکہ وہ یہ سوچتا ہے کہ یہ مذہب، یہ دین یہ شریعت یہ قرآن سب چیزیں آسانی کے ساتھ ہم تک پہونچ گئی ہیں اگر چہ حقیقت یہ ہے کہ ان تمام امور کو پہونچانے کے لئے اہل بیت اطہار علیہم السلام اور نائبین ائمہؑ نے کتنی زحمتوں کا سامنا کیا ہے ائمہ اطہار علیہم السلام خداوند عالم کی قضا وقدر پر راضی تھے کیونکہ انہوں نے اپنے کردار وعمل سے ہم تک پیغامات پہونچائیں ہیں اسی وجہ سے امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا کو نوا لنا زینا ولا تکونوا علینا شیناً اے ہمارے شیعوں ہمارے لئے عزت کا باعث بننا ذلت کا سبب مت بننا اب ہر شیعہ کا فریضہ ہے کہ وہ اپنی زندگی کو ائمہؑ اطہار کے بتائے طریقوں میں بدل دے۔

آج دنیا کا شیعہ اس بات کا دعوی پیش کرتا ہے کہ وہ حقیقی شیعہ ہے مگر زبانی دعویٰ کرنے سے حقیقی منزل ثابت نہیں ہوتی حقیقی دعویٰ عملی اعتبار سے نظر آتا ہے جب کچھ لوگ امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں کوفہ سے گئے تا کہ ملاقات کا شرف حاصل ہو اس وقت حضرت ولی عہدی کو قبول کرچکے تھے۔ چاہنے والے دربار کے دروازے پر پہونچے اور دربان سے کہلوایا کہ امام رضا علیہ السلام سے جاکر کہدو کہ آپ کے جد کے شیعہ آپ کی زیارت کے لئے آئے ہیں دربان نے جاکر پیغام پہونچایا امامؑ نے فرمایا ان لوگوں سے جاکر کہدو کہ میرے پاس ملنے کا وقت نہیں ہے وہ تمام حضرات اگلے روز آئے پھر یہی جواب ملا بالآخر جب ایک مہینہ سے زیادہ گزر گیا تو ان لوگوں نے دربان سے کہا کہ امامؑ سے جاکر کہدو کہ اگر وہ ہم سے ملاقات نہیں کریں گے تو ہم اپنے وطن واپس نہیں جائیں گے دربان نے یہ پیغام امام علی رضاؑ کو دیا حضرت نے ان لوگوں کو بلوایا جب یہ لوگ داخل ہوئے تو سلام کیا امام نے منھ پھیر لیا یہ لوگ دوسری سمت گئے اور سلام کیا مگر امام نے منھ موڑ لیا۔ سب نے ہاتھوں کو جوڑ کر کہا مولا ہم سے کون سی خطا ہوگئی ہے۔ امامؑ نے فرمایا تم نے اپنے کو

شیعہ کہلوایا تھا میں تم میں سے کسی ایک شخص میں بھی شیعہ کی علامت نہیں دیکھ رہا ہوں ہمارے جد کے شیعہ تو سلمان ہیں، مقداد ہیں عمار ہیں، ان لوگوں نے کہا مولا ہم آپ کے چاہنے والوں میں سے ہیں حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں الادب یغنی عن الحسب[۱] ادب حسب ونسب سے بے نیاز ہوتا ہے اب تمہیں بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ تم کون ہو بلکہ تمہارا کردار تمہارا اخلاق تمہارے بارے میں خود گواہی دے گا۔ اس لیے کہ جو عمل خدا کے لئے انجام دیا جائے گا خدا اس کی ہی جزا دے گا لیکن جو عمل لوگوں کے لئے انجام دیا جائے گا تو خدا اس کی جزا کے بارے میں کہے گا جس کے لئے عمل انجام دیا ہے اسی سے اس کی جزا حاصل کرو۔

رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ یومر بالرّجال الی النّار فیقول اللّٰہ عزّوجلّ ممالک قل للنّاس لاتحرق لھم اقداما فقد کانوایمشون بھا الی المساجد[۲] کچھ لوگوں کو جہنم میں لے جانے کا حکم دیا جائے گا تو خداوند عالم مالک دوزخ سے فرمائے گا کہ آگ سے کہہ کہ ان لوگوں کے پیروں کو نہ جلائے کیونکہ ان پیروں کے ذریعہ مسجد کی طرف گئے ہیں ان کے چہرے کو مت جلائے کیونکہ انہوں نے وضو میں چہرے کو دھویا ہے ان کے ہاتھوں کو نہ جلائے کیونکہ ان ہاتھوں کو دعا کے لئے بلند کئے ہیں ان کی زبان کو مت جلادئے اس کے ذریعہ قرآن کریم کی تلاوت کی ہے۔ مالک جہنم ان لوگوں سے کہے گا کہ اے بدبختو! آخر تمہارا کیا عمل تھا خداوند عالم قرآن مجید میں ارشاد فرمارہا ہے، فمن یّعمل مثقال ذرّۃ خیرایّرہ و من یّعمل مثقال ذرّۃ شرّایّرہ[۳] اگر ذرہ برابر بھی عمل نیک انجام دوگے تو تمہیں اس کی جزا ملے گی اور اگر ذرہ برابر بھی فاسد عمل انجام دوگے تو تمہیں اس کی سزا ملے گی تو جو عمل خدا کے لئے کئے جاتے ہیں وہ صعود کر جاتے ہیں اور جو عمل خدا کی رضا کے لئے نہیں ہوتے ان کو ان کے منھ پر ماردئے جاتے ہیں۔

مامون نے امام رضاؑ کو جو ولی عہدی سپرد کی وہ مخلصانہ نہیں بلکہ اس کا مقصد سادہ لوح شیعوں کو دھوکا دینا تھا تاکہ شیعہ یہ سمجھیں کہ سب کچھ امام رضاؑ کے ہاتھ میں ہے اور پھر اس نیت سے امامؑ کے پاس آئیں گے کہ وہ تمام امور انجام پانے والے ہیں کیونکہ اگر ان کی سنوائی نہیں ہوگی تو لامحالہ چاہنے والے اور امام رضاؑ سے محبت کا دم بھرنے والے یہی کہتے ہوئے واپس جائیں گے کہ سب کچھ امامؑ کے ہاتھ میں تھا اگر چاہتے تو ہماری آرزوئیں پوری ہوجاتیں مگر امامؑ نے نہیں چاہا تو مامون حقیقت میں غلط استفادہ کررہا تھا کہ اس طریقے سے چاہنے والے نالان ہوجائیں گے جبکہ امام رضاؑ

کی طرز حیات بھی اپنے اجداد کے مثل تھی آپ نے بھی ظالموں کے خلاف قدم اٹھایا اور خلافت بنی عباس کو قانونی حیثیت نہیں دی۔

امام رضاؑ کے ایک صحابی سلیمان فرماتے ہیں کہ میں امام رضاؑ کی خدمت میں حاضر ہوا گومیں نے مامون کی حکومت کے تعلقات کے بارے میں سوال کیا تو حضرت نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ جان بوجھ کر ان کی طرف توجہ دینا گناہ کبیرہ میں سے ہے۔ اور اسکی سزا دوزخ کی آگ ہے۔[۴]

سوال یہ ہے کہ امامؑ نے ولی عہدی کو کیوں قبول کیا؟ موسیٰ ابن سلمہ کہتا ہے کہ ہم محمد بن جعفر کے ساتھ خراسان میں تھے ایک روز میں نے فضل سے سنا جو یہ کہہ رہا تھا کہ میں نے ایک امر عجیب دیکھا ہے پوچھا گیا کیا دیکھا ہے اس نے کہا یہ بڑی تعجب خیز بات ہے کہ ایک روز مامون امام رضاؑ سے گفتگو کررہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ مسلمانوں کے امور اپنے ہاتھ میں لے لیں میں اس خلافت سے سبکدوش ہونا چاہتا ہوں آنحضرت نے جواب میں ارشادفرمایا کہ میرے اندر اس بوجھ کو اٹھانے کی طاقت نہیں ہے۔فضل کہتا ہے کہ میں اس روز خلافت کی اہمیت سے واقف نہیں تھا مگر جب میں نے دیکھا کہ مامون اصرار کرر ہا ہے اور حضرت قبول نہیں کرر ہے ہیں اور ان علل کی بناء پر ولی عہدی کو قبول نہیں کیا کیونکہ افعال امام حجت ہوتے ہیں اور امام رضاؑ رسولؐ اسلام کے بعد آٹھویں حجت تھے۔

۱۔ مامون غاصب تھا اور غاصب کی اعانت کرنا جائز نہیں ہے۔

۲۔پیغمبر اکرمؐ کے بعد مقام امامت سب سے بلند تر ہے کیونکہ وہ خدا کے نمائندے ہیں اور تمام کائنات پر ان کا تسلط ہے۔

۳۔ پیغمبرؐ اکرم اور امامؑ کا کام لوگوں کی ہدایت کرنا ہے اور برے راستے سے روکنا ہے اس بنا پر حضرت علی علیہ السلام کی معاویہ کے ساتھ جنگ یایزید کے ساتھ امام حسینؑ کی جنگ حکومت وسلطنت کی بناء پر نہیں تھی بلکہ ہدایت کی بناپر تھی مامون کی ولی عہدی دنیا کے لوگوں کے ساتھ روبرو ہونا تھا ہرصورت میں امامؑ حق کا میزان اور عدل کو قائم کرنے والے ہیں۔

۴۔ امامؑ جانتے تھے کہ یہ شخص یعنی مامون حیلہ گر ہے۔

جب مامون نے امامؑ سے یہ کہا کہ اس خلافت کو آپ کے لئے قرار دیتا ہوں اور آپ کی

بیعت کرتا ہوں تو حضرت نے فرمایا اگر اس خلافت کو خداوند عالم نے تجھے عطا کیا ہے تو یہ جائز نہیں ہے کہ تو اپنا لباس اتار کر کسی دوسرے کو پہنائے جس کو خدا نے تجھے پہنایا ہے اور اگر تو خلافت کا حقدار نہیں ہے تو تجھے حق نہیں ہے کہ تو خلافت کو میرے سپرد کرے۔ مامون نے کہا قبول کرنے کے علاوہ آپ کے پاس کوئی چارہ نہیں ہے اگر آپ خلافت کو قبول نہیں کرتے اور میری بیعت کے لئے بھی تیار نہیں ہیں تو آپ میری ولی عہدی کو قبول کریں تاکہ آپ میرے بعد خلیفہ رہیں امامؑ نے ارشاد فرمایا کہ میں تجھ سے پہلے قتل کیا جاؤں گا مجھے زہر دیا جائے گا اور میں دنیا سے مظلوم اٹھوں گا مجھ پر آسمان وزمین کے فرشتے گریہ کناں ہوں گے۔ مامون نے کہا اس طرح آپ خلافت سے بچنا چاہتے ہیں تاکہ لوگ آپ کو زاہد جانیں۔ امامؑ نے فرمایا اس خدا کی قسم جس نے مجھے پیدا کیا میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا میں دنیا میں دنیا کے لئے زاہد نہیں ہوا ہوں۔ اے مامون مجھے معلوم ہے کہ تیرا ارادہ کیا ہے۔ مامون کہتا ہے اگر آپ ولی عہدی قبول نہیں کریں گے تو میں آپ کو قتل کردوں گا۔ امامؑ فرماتے ہیں کہ خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ خود اپنے ہاتھ سے اپنے کو ہلاکت میں نہ ڈالو اے مامون اگر تیرا یہی قصد ہے کو میں اس عہدے کو بعض شرائط کے ساتھ قبول کرنے کے لئے تیار ہوں [۵]

پہلی شرط یہ ہے کہ میں کسی کو عزل ونصب نہیں کروں گا۔ دوسری شرط یہ ہے کہ میں سنت نبوی کے خلاف کوئی عمل انجام نہیں دوں گا۔ تیسری شرط یہ ہے کہ میں دور ہی سے تمام امور پر نگراں رہوں گا۔ امامؑ نے مجبوراً ولی عہدی کو قبول کیا اور ارشاد فرمایا: اللّھمّ انّک قد نھیتنی عن الالقاء بیدی الی التھلکۃ [۶] اے پروردگار تو نے قرآن میں منع فرمایا ہے کہ اپنے ہاتھ سے اپنے کو ہلاکت میں مت ڈالو، اے پروردگار تیرے عہد کے علاوہ کوئی عہد نہیں تیری ولایت کے علاوہ کوئی ولایت کا سرچشمہ نہیں ہے۔ اے پروردگار تو مجھے توفیق دے کہ تیرے دین کو قائم اور سنت پیغمبرؐ کو زندہ کروں اس لئے کہ تو ہی میرا مولا وآقا ہے اس کے بعد باحالت گریہ مامون کی ولی عہدی کو قبول کیا۔ مامون اپنی اس چالاکی سے بہت خوش ہوا اور اس نے حکم دیا کہ اعلان کردیا جائے کہ جمعرات کے دن خواصان دربار اور قضاۃ حاضر ہوں۔ رمضان المبارک کی چھ تاریخ ۲۰۰ھ تھی مامون نے اعلان کیا کہ سب سبز لباس پہنیں اور خدا کا شکر ادا کریں۔ اللہ نے امام رضاؑ جیسی نعمت سے نوازا ہے لہٰذا اس مبارک دن میں تمام ارکان کو ایک سال کی تنخواہ پیشگی دی جائے گی روز معین پروگرام تشکیل دیا گیا۔ خطبا اور شعراء نے امامؑ کے حضور میں فضائل وکمالات کا نذرانہ پیش کیا لوگ آگے بڑھے اور تہنیت

مبارکباد پیش کی۔

درحقیقت امام رضاؑ اس ولی عہدی سے خوش نہیں تھے۔مگر سب چاہنے والے بہت خوش تھے حضرت کا ایک چاہنے والا جو خاص افراد میں سے تھا وہ بہت خوشحال تھا حضرت اس کی اس خوشی سے باخبر ہوئے اس کو اس طرح اپنے قریب بلایا تاکہ کوئی نہ سمجھ سکے اور اس سے فرمایا زیادہ خوش مت ہو اس لئے کہ اس کام کا انجام اچھا نہیں ہے۔ریّان کہتا ہے کہ میں امام رضا کے پاس داخل ہوا میں نے حضرت سے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ زہد کے اظہار کے باوجود آپ نے ولی عہدی قبول کرلیا۔ امامؑ نے فرمایا اے ریّان اس بات سے خدا آگاہ ہے کیونکہ ولی عہدی قبول کرنے کے لئے مجھ پر جبر کیا گیا اور میں نے قتل پر ولی عہدی کی قبولیت کو ترجیح دی ۷ جس وقت امام رضاؑ دربار سے باہر نکلے ایک شخص نے عرض کیا اصلحک اللہ یابن رسول اللہ آپ کس طرح اس مقام پر پہونچ گئے اور آپ کو مامون نے ولی عہد بنادیا حضرت نے فرمایا اے شخص یہ بتا پیغمبرؐ اکرم برتر ہیں یا وصی اس نے کہا کہ پیغمبرؐ برتر ہیں پھر حضرت نے فرمایا مسلمان برتر ہے یا مشرک؟ کہا مسلمان، عزیز مصر مشرک تھا اور یوسفؑ پیغمبر، مامون مسلمان ہے اور میں وصی ہوں یوسفؑ نے عزیز مصر سے درخواست کی کہ مجھے وزیر خزانہ بنادے کہ میں اس کے لئے حافظ اور دانا ہوں اور میں نے مامون سے کوئی درخواست نہیں کی بلکہ مجھے ولی عہدی قبول کرنے پر مجبور کیا گیا اور میں نے چند شرائط کے ساتھ ولی عہدی کو قبول کیا جبکہ لوگ ان حکمتوں سے بے خبر ہیں ۸

انہی تمام حالات کو دیکھ کر شیعیان حضرت تصور کررہے تھے کہ امامؑ کے ہاتھ میں حکومت کی باگ ڈور ہے مگر یہ امامؑ جانتے تھے کہ کن مجبوریوں کی بنا پر ولی عہدی کو قبول کیا آج بھی لوگ دھوکے میں پڑجاتے ہیں کسی بھی کام کرنے سے پہلے اس کے انجام کے بارے میں یہ کام نجات کی طرف لے جاتا ہے یا گمراہی کی طرف پس اگر تمہاری نجات کی طرف رسائی ہوتی ہے تو اس راہ کو اختیار کرنا بہتر ہے اور اگر برے راستے کی طرف رسائی ہے تو اس کو ترک کرنا ہی سب سے بہتر ہے۔ انشاء اللہ خدا سب کو پیروان حقیقی امام رضا میں قرار دے۔ الٰہی آمین۔

حوالے:

۱۔عیون اخبار الرضا

۲۔ثواب الاعمال

۳۔قرآن کریم

۴۔بحار الانوار، ج ر ہ۔ص ۴۷ ۳

۵۔عیون اخبار الرّضا، ج ر ۲ ۔ص ۹ ۱۳

۶۔بحار الانوار، ج ر ۴۹،ص ۱۳۱

۷۔بحار الانوار، ج ر ۴۹،ص ۱۳۱

۸۔عیون اخبار الرّضا۔